مختلف مراحل، قیامِ جماعت اور تاریخ جماعت سے متعلق کتنی ہی کڑیوں کو ملانے کا اہم ذریعہ ہیں۔ خطوط کے ساتھ اس کے حواشی بھی شامل ہیں جو خطوط کے سیاق وسباق کو سمجھنے میں مدد کرتے ہیں۔

حسن صوری و معنوی سے آراستہ، یہ ایک خوب صورت دستاویز ہے، جو سید مودودیؒ کی سیاسی و دینی بصیرت کی کئی جہتیں روشن کرتی ہے۔ اشاریہ بھی شامل ہے۔ کتاب کا ابتدائی لوازمہ پروفیسر نورور جان نے فراہم کیا، ادارہ معارف اسلامی کے رفقا نے تدوین و تحقیق کے بعد اسے موجودہ شکل دی۔ (عمران ظہور غازی)

**ادبیات ونشریات**، ناصر قریشی۔ ناشر: مکتبہ عالیہ، جی سی سنٹر، چیٹر جی روڈ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: ۳۷۲۲۷۹۳-۰۴۲۔ صفحات: ۳۱۲۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

ناصر قریشی بنیادی طور پر ادیب ہیں۔ انھوں نے افسانہ نگاری کی اور فیچر لکھے۔ بہت سے دوستوں کے خاکے بھی قلم بند کیے۔ ان کے حج بیت اللہ کے سفرنامے سرزمینِ آرزو پر تبصرہ انھی اوراق میں کیا جا چکا ہے۔ اب انھوں نے اپنی ۳۰ سالہ ملازمتی زندگی کی یادوں کی محفل سجائی ہے۔ کہتے ہیں: ''ماضی کی یادیں، باتیں، واقعات، شخصیات، تقریبات حتیٰ کہ سانحات بھی میرے لیے وہ پھول ہیں جن کی خوشبو سے مدام میرے قلب و ذہن معطر رہتے ہیں'' (ص ۸)۔ وہ ۱۹۶۳ء میں بطور پروڈیوسر ریڈیو پاکستان میں بھرتی ہوئے۔ دورانِ ملازمت میں انھیں آزاد کشمیر ریڈیو کے مظفرآباد اور تراڑکھل اسٹیشنوں کے علاوہ ریڈیو پاکستان کے متعدد مراکز (لاہور، بہاول پور، ملتان، کوئٹہ، خضدار) میں کام کرنے کا موقع ملا۔ اس سارے عرصے میں انھیں نامور ادیبوں، شاعروں اور ''اہلِ قلم وعلم وادب اور اساتذہ فنون'' کی صحبت میسر آئی جن سے انھوں نے اپنے بقول ''بہت کچھ سیکھا''۔ ان میں سید عابد علی عابد، اشفاق احمد، اعجاز حسین بٹالوی، مولانا صلاح الدین احمد، انجم رومانی، صفدر میر، احمد ندیم قاسمی، فیض احمد فیض، امجد الطاف، شہرت بخاری سرفہرست تھے۔ پھر ریڈیو کے بزرگوں اور رفقائے کار کی ایک لمبی فہرست ہے جن کی وجہ سے ''ریڈیو پاکستان ہمہ خانہ آفتاب تھا مہتاب تھا''۔ چوں کہ ملازمتی زندگی میں ناصر قریشی کا مسلک ''ریڈیو کے توسط سے دین اور سرزمین کی خدمت'' تھا (انھوں نے ریڈیو کے لیے سید مودودیؒ کا ایک طویل انٹرویو بھی لیا تھا، جو کتاب کی صورت میں شائع بھی ہوچکا ہے)، اس لیے انھیں ملازمت میں بارہا تبادلوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بعض

احباب کا ذکر وہ بہت محبت سے کرتے ہیں، جیسے یوسف ظفر اور بعض لوگوں سے ان کی ناپسندیدگی چھپی نہ رہ سکی، جیسے قاضی احمد سعید۔

مصلحت کوشی یا اصولوں پر سمجھوتا کبھی قابلِ قبول نہیں رہا، اسی لیے وہ معتوب بھی رہے۔ ان کا لب ولہجہ بہت بے باکانہ ہے۔ متن کے علاوہ بعض نثرپاروں کے عنوانات ہی سے لکھنے والے کی حق گوئی اور بے باکی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، مثلاً ''ذرائع ابلاغ کا مجرمانہ کردار'' یا ''پی ٹی وی کے کرشمے'' یا ''ہم بنیاد پرست ہیں'' (جس کا اختتام یوں ہوتا ہے: ''ضیاء الحق کے زمانے میں ٹی وی پر فلموں میں رقص وسرود پر پابندی ہوتی تھی۔ اب ماشاء اللہ وہ پابندی بھی اُٹھ گئی ہے۔ دیکھیے اب کیا کیا اُٹھتا ہے؟ ہماری شرافت اور تہذیب وثقافت کی اللہ خیر کرے''۔ص ۲۲۷)۔

یہ کتاب کوئی باقاعدہ اور مربوط آپ بیتی نہیں۔ ناصر قریشی نے دو دو، چار چار صفحے کے مختصر مضامین کی کیاریوں میں یادوں کے (مختلف موسموں کے) ''پھول اور شگوفے'' کھِلائے ہیں۔ یہ نثرپارے مختلف زمانوں اور موسموں میں لکھے گئے، اس لیے ان میں کہیں کہیں تکرار بھی ہے۔ کتابی شکل دیتے وقت تواریخِ تحریر کوملحوظ رکھا جاتا اور ہر نثرپارے کے آخر میں اس کا زمانۂ تحریر دے دیا جاتا تو تاریخی اعتبار سے کتاب کا پایہ بڑھ جاتا۔

ابتدا میں (بطور دیباچہ) ناصر قریشی کا تعارف شامل ہے مگر تعارف نگار کون ہے؟ کچھ پتا نہیں چلتا ــــــ کتاب معلومات کا خزانہ ہے۔ افراد واشخاص، ریڈیو پاکستان کا کردار اور ریڈیو کو شخصی مفادات اور پاکستان کا چہرہ بگاڑنے کے لیے استعمال کرنے والوں کے عزائم بے نقاب ہوتے ہیں۔ کبھی ریڈیو پاکستان کی تاریخ لکھی جائے گی تو یہ کتاب بطور حوالہ کام آئے گی۔ (رفیع الدین ہاشمی)

**عالم گیریت کا چیلنج اور مسلمان**، مرتبین: ڈاکٹر انیس احمد، خالد رحمان، عرفان شہزاد۔ ناشر: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، گلی ۸، ایف ۶/۳، اسلام آباد۔ صفحات: ۱۳۴۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

پانچ مقالات پر مشتمل یہ مجموعہ مجلہ مغرب اور اسلام کی اشاعتِ خاص کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ عالم گیریت کے چیلنج اور مسلمانوں کے حوالے سے سلسلۂ مضامین کا یہ دوسرا حصہ ہے، جس میں ڈاکٹر محمد عمر چھاپرا کے دو عالمانہ مقالوں (۱۶-۴۷ اور ۱۰۴-۱۳۴) میں بین الاقوامی مالیاتی استحکام میں مالیات کے کردار، عالم گیریت کے موجودہ چلن اور مسلم دنیا کو اس طرح زیرِ بحث